رسائل و مسائل

داڑھی کی شرعی حیثیت

سوال : محترم' درج ذیل مسائل میں علماء کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔
(۱) داڑھی رکھنا سنت ہے یا واجب (۲) داڑھی کی لمبائی قرآن و سنت' اجماع امت اور فقہ حنفی کی روشنی میں کتنی ہونی چاہیے۔ فقہا' مفسرین و محدثین نے چار انگل لمبائی ضروری لکھی ہے۔ مولانا حسین احمدؒ مدنی' مولانا عاشق الٰہیؒ' مولانا قاری محمد طیبؒ مولانا محمد زکریاؒ' مولانا مفتی محمد شفیعؒ' مولانا شبیر احمد عثمانیؒ' مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور بھی کثرت کے ساتھ علماء نے فتویٰ یا رسالہ کی شکل میں لکھا ہے کہ چار انگل لمبائی داڑھی کی ضروری ہے۔ جو اس سے کم رکھتا ہو' کٹواتا یا منڈواتا ہو' وہ امامت کے قابل نہیں۔ اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز لوٹانا واجب ہے۔ داڑھی کٹوانا حرام ہے' اس لیے ارشاد فرمائیں کہ داڑھی کی لمبائی کی شرعی مقدار کیا ہے (۳) داڑھی کٹوانے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں (۴) ٹھوڑی کے نیچے گلے والے بالوں کا خط بنوانا جائز ہے یا نہیں' ہے' تو کس حد تک۔ نیز عہد حاضر کے بعض ممالک کی ممتاز دینی شخصیات کی داڑھیاں نہیں تھیں' انہیں فاسق کہا جائے گا یا نہیں؟

جواب: داڑھی کی مقدار اور داڑھی کے بارے میں دیگر مسائل سے متعلق آپؐ کے استفسار کا جواب درج ذیل ہے۔

۱۔ داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا وجوب قرآن پاک کے اشارات اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "لا تبدیل لخلق اللہ" (اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہ کرو۔) نیز تغیر خلقت کو اغواء شیطانی قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اس قول کو نقل فرمایا ہے کہ "لامرنہم فلیغیرن خلق اللہ" (میں لوگوں کو اپنی فطری خلقت تبدیل کرنے کے لیے کہوں گا اور وہ میرے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اللہ کی بنائی ہوئی شکل کو بگاڑیں گے۔) داڑھی مرد اور عورت کے درمیان امتیاز ہے اور اس کا مونڈنا اللہ

تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل کو بگاڑتا ہے۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے اسے مختلف الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔ بعض میں **"اعفوا اللحی"** (داڑھیوں کو زیادہ کرو' بڑھاؤ) بعض میں **"وفروا اللحی** (داڑھی کو پورا کرو' زیادہ کرو) اور بعض میں **"ارخوا اللحی"** کے الفاظ آئے ہیں' یعنی (داڑھیوں کو چھوڑ دو)۔ بڑھانے' زیادہ کرنے اور چھوڑ دینے کی مقدار کیا ہے؟ اس کا احادیثِ مرفوعہ میں ذکر نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ بڑھانے کی اگر خاص مقدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہوتی تو آپؐ اسے بیان فرماتے۔ صحابہ کرامؓ اپنے اقوال میں اس کا ذکر کرتے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑھانے کی کوئی خاص مقدار شرع میں مقصود نہیں ہے۔ بڑھانے کے تین مراتب ہیں۔

پہلا مرتبہ یہ ہے کہ اس طرح بڑھایا جائے کہ اسے قینچی تک نہ لگائی جائے۔ اور جس قدر بڑھے اسے بڑھنے دیا جائے۔ جمہور کے نزدیک یہ مرتبہ مراد نہیں ہے۔ لیکن بعض فقہا کے نزدیک مطلقاً بڑھانا واجب ہے' اور اسے کاٹنا جائز نہیں ہے۔ جن احادیث سے کاٹنا ثابت ہوتا ہے انہیں وہ ضعیف قرار دیتے ہیں۔ علماء سعودی عرب' شیخ عبدالعزیز بن باز وغیرہ کی یہی رائے ہے۔ ان سے سوال کیا گیا "داڑھی مونڈنے اور کاٹنے کا کیا حکم ہے" تو انہوں نے جواب دیا "داڑھی کا مونڈنا اور کاٹنا حرام ہے"۔ اس بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان کی تصریحات دونوں صورت کو شامل ہیں۔ **اعفوا اللحی' ارخوا اللحی' وفروا اللحی** وغیرہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے بڑھنے کے لیے چھوڑ دیا جائے' نہ مونڈا جائے اور نہ کاٹا جائے۔ (فتویٰ نمبر ۲۷۳۶۔ جاری کردہ مورخہ ۲۔۱۳۔۱۳۹۹ھ)۔

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ ایک قبضہ تک نہ کاٹا جائے' قبضہ سے زائد کو کاٹا جائے۔ اس مرتبہ پر عمل بعض احادیث' آثار صحابہ و تابعین سے ثابت ہے۔

تیسرا مرتبہ بڑھانے کی اتنی مقدار جسے عرف میں بڑھانا کہا جائے' اور داڑھی اتنی بڑی ہو کہ عرف میں اسے بڑی داڑھی کہا جائے۔ اس مرتبہ پر حدیثِ مذکورہ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ پر تعامل کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ داڑھی کو قبضہ کی خاص مقدار تک بڑھانا فرض اور واجب نہ تھا' البتہ حدیث کے حکم "داڑھیوں کو بڑھاؤ" پر عمل کرنے کی مناسب اور موزوں ترین صورت یہی ہے۔ لہٰذا ایک قبضہ سے کچھ کم' جس پر "داڑھیوں کو بڑھاؤ" کا حکم صادق آتا ہو یعنی داڑھی بھاری ہو اور بڑھی ہوئی ہو' تو اس پر عمل کرنا بھی جائز شمار

ہو گا' اور اسے حدیث کے مذکورہ حکم کی خلاف ورزی بھی نہیں کہا جائے گا' نہ ہی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل کو بگاڑنا سمجھا جائے گا۔ یہی بات بعض علماء سلف نے کہی' اور عصرِ حاضر کے بعض علماء کی بھی یہی رائے ہے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں'

وقال اخرون یا خذ من طولھا و عرضھا مالم یفحش اخذہ ولم یجد وا فی ذالک حدا " غیر ان معنی ذالک عندی مالم یخرج من عرف الناس (ج ۲۲ ص ۴۷)

(بعض دوسرے علماء کے نزدیک طول و عرض سے کاٹنا جائز ہے جب تک بہت زیادہ نہ کاٹ لی جائے۔ اور انھوں نے کاٹنے کی کوئی حد مقرر نہیں کی لیکن میرے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ اتنی کاٹی جائے کہ لوگوں کے عرف کے دائرہ سے نہ نکل جائے۔)

مفتی کفایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں'

جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں یا منڈی ہوئی کے مثل کتراتے ہیں' وہ فاسق کی تعریف میں شامل ہیں۔ لیکن جو لوگ داڑھی رکھے ہوئے ہیں لیکن ایک قبضے سے کچھ کم ہے' ان کو فاسق کہنے میں احتیاط کرنی چاہیے' کیونکہ ایک قبضہ کی حد قطعی نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۹۱ ۔ ج ۹ طبع ملتان)

مزید فرماتے ہیں'

یہ ظاہر ہے کہ **اعفوا اللحی** سے اعفاء یعنی داڑھی بڑھانے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی یقینی ہے کہ اعفاء سے غیر محدود بڑھانا مراد نہیں ہے' کیونکہ یکمشت سے زیادہ کو کتروانا بالاتفاق جائز ہے۔ بلکہ طولِ فاحش کو بعض فقہا نے مکروہ اور خفتِ عقل کی دلیل بھی قرار دیا ہے۔ تو جب غیر محدود بڑھانا مراد نہیں ہے تو کس قدر بڑھانا لازم ہے' اس کے لیے تحدید صرف ایک قبضے والی روایت سے ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ ظنی ہے۔ یعنی اس مرتبے میں نہیں کہ اس کو تحدیدِ اعفاء کے لیے دلیل بنایا جائے۔ کیونکہ فعلی روایتیں ہیں جن کا مفاد یہ ہو سکتا ہے کہ ایک قبضے تک رکھ کر زیادہ کو کٹوانا ثابت ہے' لیکن ایک قبضہ فرض ہے یا مسنون یا مستحب' اس کا فیصلہ ان حدیثوں سے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس کے سوا چارہ نہیں کہ ایک قبضہ کی حد کو مسنون قرار دیا جائے' اور حلق یا قطع فاحش کو بوجہ مشابہت بالنساء یا مشابہت باعجم کے

مکروہ تحریمی کہا جائے' اور قطع یسیر غیر متمیز کو خلافِ سنت یا مکروہ تنزیہی قرار دیا جائے۔ (کفایت المفتی' ج۹' ص ۱۶۴)

علامہ عینیؒ کے بیان کردہ مذاہب میں سے تیسرے مذہب اور حضرت مفتی صاحبؒ کی رائے میں اتنا فرق ہے کہ علامہ عینیؒ کے نقل کردہ تیسرے مسلک میں قطع یسیر غیر متمیز یا عرف کی حد تک بڑھی ہوئی داڑھی کو بھی "اعفوا اللحی" کا مصداق یعنی سنت قرار دیا گیا ہے۔ اور حضرت مفتی صاحبؒ رحمتہ اللہ علیہ اسے مکروہ تنزیہی قرار دیتے ہیں۔ لیکن دلیل کے لحاظ سے راجح بات وہ ہے جسے علامہ عینیؒ نے نقل کیا ہے کیونکہ فعل قول کے لیے مخصص نہیں ہوا کرتا اس لیے قبضہ والی روایت سے قبضہ کی سنیت ثابت ہوتی ہے' لیکن اس سے کم مقدار کی سنیت کی نفی نہیں ہوتی' جب کہ اس پر کہا جا سکتا ہو "اعفوا اللحی" داڑھیوں کو بڑھانا صادق آتا ہو۔ لغت کے لحاظ سے اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ ایک قبضہ تک بڑھی ہوئی' بڑی داڑھی شمار ہو اور قبضہ سے کم بڑھی ہوئی' بڑی داڑھی نہ قرار پائے۔ بلکہ خود مفتی کفایت اللہؒ اپنے ایک فتویٰ میں اس رائے کا اظہار کر چکے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں'

ڈاڑھی منڈانے والا یا اتنی کتروانے والا کہ جس پر داڑھی بڑھانے کا عرفاً اطلاق نہ ہو گنہ گار ہے کیونکہ وہ امر اعفوا اللحی کی خلاف ورزی کرنے والا ہے جو بالاتفاق وجوب کے لیے ہے (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۶۲)

رہی یہ بات کہ عصر حاضر کے بعض ممالک کے نہایت ہی مخلص مسلمان اور مجاہد شخصیات کی داڑھیاں نہیں تھیں' در آنحالیکہ انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی اور اس کے لیے گراں قدر اور قابل رشک قربانیاں بھی دیں' تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس علاقے میں کوئی حکم شرعی کمزور پڑ جائے اور عامتہ الناس اور خواص تک میں اس کے سلسلہ میں کمزوری پیدا ہو جائے' جس کے نتیجہ میں اس حکم کی طرف توجہ نہ رہے یا اس کا صحیح علم نہ حاصل ہو سکا ہو تو ایسی صورت میں احتیاط سے کام لیا جاتا ہے اور اس حکم کے تارک پر فسق کا حکم نہیں لگایا جاتا۔ البتہ اگر کسی پر مسئلہ واضح ہو جائے اور اس کے بعد بھی وہ حکم شرعی کی خلاف ورزی کرے تو اسے فاسق کہا جا سکتا ہے۔ اس کا فیصلہ کہ کس شخص نے کس وجہ سے اس حکم کی خلاف ورزی کی' ہر شخص کی مجموعی زندگی اور اسلام کے ساتھ اخلاص اور وابستگی کی بنیاد پر ہو گا۔ جن لوگوں نے اقامتِ دین کی خاطر اپنی زندگیوں کو قربان کر لیا اور پھانسی تک کی سزا کو خوشی سے ہنستے ہوئے قبول کیا ان کے بارے میں اسی حسنِ ظن سے کام لیا جائے گا کہ ان پر مسئلہ واضح نہ ہو

بقیہ بر صفحہ ۲۰